۵ انسانِ کامل صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی برکات

اس نظم کی تدریس کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- منظوم/منثور کلام سے متعلق اہم اشارات اور اہم نکات سن کر ان کی فہم کا تجزیہ کرتے ہوئے رائے دے سکیں۔
- طویل کلام کو اپنے حافظے سے دیگر مثالوں کے ساتھ ادا کر سکیں۔
- مختلف عبارات (منظوم) کی غرض وغایت اور ساخت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ان کا مناسب اور محتاط موازنہ اور تبصرہ (تنقید واستحسان) کر سکیں۔
- کسی بھی نظم یا نثر کو پڑھ کر اس کے اہم نکات کا خلاصہ لکھ سکیں۔
- کسی بھی نظم یا نثر کو پڑھ کر مصنف/شاعر اور قاری کے نقطۂ نظر کو سامنے رکھتے ہوئے مرکزی خیال تحریر کر سکیں۔
- مختلف سامعین اور مقاصد کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کسی بھی موضوع پر اشعار اور حوالوں کے ساتھ کم از کم ۳۵۰ الفاظ پر مشتمل تقریر لکھ سکیں۔
- نظم بہ لحاظ ہیئت (غزل، مخمس، مسدس) میں امتیاز کر سکیں۔
- کسی بھی نظم کو پڑھ کر حوالوں کے ساتھ اس کے اشعار کی تشریح کرتے ہوئے تنقید و تبصرہ کر سکیں۔

خاص الفاظ	سَرگرمِ عَمل	لِسان کے جوہَر	اَنوارِ ایمانی	اَلطافِ رَبانی	پوشاکیں
	تَفاخُر	مُساواتِ بنی آدم	لَبِ گُفتار	شیرازہ	اِستغنائے ناداری

ہدایات برائے اساتذہ کرام

- طلبہ کو اس بات سے آگاہ کریں کہ مختلف منظوم/منثور عبارات کی غرض وغایت اور ساخت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ان کا مناسب اور محتاط موازنہ اور تبصرہ (تنقید واستحسان) کیسے کیا جاتا ہے تاکہ طلبہ خود بھی منظوم عبارات کی غرض وغایت اور ساخت کو پیشِ نظر رکھ کر ان کا محتاط موازنہ اور تبصرہ (تنقید واستحسان) کرنے کے قابل ہو سکیں۔

پڑھنے سے پہلے بتائیں

اسلامی تاریخ کو اردو کے کس کس شاعر نے اپنا موضوع بنایا ہے؟

یہاں روح الامیں خیر الامیں صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے در پہ حاضر تھا
یہاں رحمت تھی سرگرم عمل، اللہ ناظر تھا
نمایاں ہو رہے تھے روز و شب ، لسان کے جوہر
کمالِ بندگی کے ، علم کے عرفان کے جوہر
جبینیں تھیں یہاں، انوارِ ایمانی سے تابندہ
نگاہیں تھیں یہاں الطافِ ربانی کی جوئندہ

نہ رعبِ بادشاہی تھا نہ فرِ تاج داری تھی
محمد ﷺ کی قیادت میں خدا کی شرع جاری تھی

نہ شانیں تھیں دکھاوے کی نہ پوشاکیں نمائش کی
نہ تمہیدیں تفاخر کی نہ ترکیبیں ستائش کی

کمر باندھے ہوئے سرکارِ حُریت کے درباری
مسلسل کر رہے تھے آج چشمے فیض کے جاری

یہاں بے زر، نئی دنیا کی تعمیریں اُٹھاتے تھے
مساواتِ بنی آدم کے نظارے دکھاتے تھے

تمنائیں بَر آتی تھیں یہاں ذوقِ ارادت کی
صداقت کے لیے دولت مہیا تھی شہادت کی

یہاں ہر رنگ کے پھولوں کا اک گُل زار کھلتا تھا
غریبوں بے زبانوں کو لبِ گفتار ملتا تھا

یہاں مٹی نے سیکھا مطلع الانوار ہو جانا
نصیبے کو جگانا ، دولتِ بیدار ہو جانا

یہاں تسکین و راحت پائی تھی آفت کے ماروں نے
یہاں سیکھا خوشی کا مسکرانا سوگ واروں نے

یہاں پس ماندگی نے درس پایا شہ سواری کا
یہاں حاصل تھا محکوموں کو رُتبہ شہر یاری کا

یہاں دولت سے رَغبت تھی نہ غُربت سے تھی بیزاری
کہ دولت مند کو تھا رشکِ اِستغنائے ناداری

یہاں بندے تھے قائم حق پرستی حق پسندی پر
لیے جاتا تھا ذوقِ اِنکسار ، اِن کو بلندی پر

مجاہد تھے مگر نامِ خدا پر کانپ جاتے تھے
یہ زاہد تھے فقط صدق و یقیں پر سر جھکاتے تھے

یہ سرفراز سجدہ ریز تھے درگاہِ باری پر میں
یہ دست و پا تھے خلق اللہ کی خدمت گذاری پر

یہاں محنت کو اپنے حق سے ہوتی تھی نہ محرومی
نہ دیتے تھے یہاں دہقاں خراجِ عجزِ محکومی

زکات و صدقہ و خیرات پاکیزہ کمائی کے
یہاں سامان بنتے تھے غلاموں کی رہائی کے

دِلوں میں جاگ اُٹھا تھا یہاں احساس خدمت کا
مریض انسانیت کو مل رہا تھا غسل صحت کا

رضا کاری کے رشتے سے تھا اِس گلشن کا شیرازہ
یہاں مسرور ہر چہرہ تھا، جیسے پھول ہو تازہ

یہاں سرمایہ و محنت سے غائب تھی حدِ فاصل
کہ جس کا نام سرمایہ ہے محنت ہی کو تھا حاصل

متاعِ محنت و سرمایہ تھے شِیر و شکر دونوں
دفاعِ جبر شخصی کے لیے ،سینہ سپَر دونوں

یہاں اللہ واحد، حی و قیوم اِن کا حاکم تھا
وہ خالق تھا وہ رازق تھا وہی رحمٰن و راحم تھا

یہاں مسجد تھی جس میں نُور کے فوارے چلتے تھے
یہاں قرآں تھا جس سے فیض کے دریا اُبلتے تھے

یہاں وہ کملی والا تھا محمد ﷺ نام تھا جس کا
جہاں میں صلح و امن و آشتی پیغام تھا جس کا

نہ شخصی دولت و حشمت نہ تخت و تاج والا تھا
مگر وہ سرورِ کونین ﷺ تھا معراج والا تھا

محمد ﷺ مرکزِ خیرِ دوعالم، مخزنِ خُوبی
ہمہ اخلاق اور احساں ،ہمہ حسن اور محبوبی

وہ اللہ کی طرف سے مذہبِ اسلام کا ہادی ﷺ
دلانے آیا تھا بندوں کو غیر اللہ سے آزادی

محمد ﷺ نے دیا انساں کو جوہر حق نیوشی کا کہ شب ٹھٹھری ہوئی تھی، مہر چمکا گرم جوشی کا
دماغ و فکر کو، علم و عمل کو زندگی دے دی خیال و رُوح، جان و جسم کو تابندگی دے دی
نہ حاصل تھی جو قوت بادشاہوں کج کلاہوں کو محمد ﷺ نے وہ بخشی عام مومن کی نگاہوں کو
یہ خوش بختی صلائے عام تھی سارے زمانے کو نویدِ عزت و اکرام تھی سارے زمانے کو
قدم زن ہو گیا انسان آزادی کی راہوں پر فلاحِ دین و دُنیا چھاگئی سب کی نگاہوں پر
یہاں دہقاں خود تھا اپنی کشتِ زیست کا مالی یہاں مزدور کو حاصل تھا دورِ عیش و خوش حالی
گری برقِ اُخوت، خرمنِ بُغض و کدُورت پر بحالی آگئی روندی ہوئی مٹی کی صورت پر

ملی پامال سبزے کو اجازت لہلہانے کی
ہوئی آنسو بھری آنکھوں کو جرأت مسکرانے کی

(شاہ نامۂ اسلام۔ جلد چہارم)

حفیظؔ جالندھری (۱۹۰۰ء۔ ۱۹۸۲ء)

محمد حفیظ نام اور حفیظؔ ہی تخلّص تھا، جالندھر، مشرقی پنجاب میں پیدا ہوئے اور اِسی نسبت سے حفیظؔ جالندھری کہلائے۔ ابتدائی تعلیم جالندھر میں حاصل کی تاہم خانگی حالات اور گھریلو ذمے داریوں کی وجہ سے اعلیٰ تعلیم حاصل نہ کرسکے۔ شاعری کا ملکہ ان میں فطری طور پر موجود تھا۔ اِس لیے اس میدان میں انھوں نے وہ نام پیدا کیا کہ بڑے بڑوں سے اپنی شاعری کا لوہا منوالیا۔ ان کا ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ وہ پاکستان کے قومی ترانے کے خالق ہیں۔ حفیظؔ کی طبیعت کو نظم اور غزل دونوں سے یکساں مناسبت تھی، ان کی شاعری میں مقصدیت اور قومی جذبہ حالیؔ اور اقبالؔ سے منتقل ہُوا۔

اُن کا عظیم ترین شعری کارنامہ "شاہنامۂ اسلام" ہے جو اسلام کے ابتدائی دَور کی منظوم تاریخ ہے۔ یہ مجموعہ چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ "نغمہ زار"، "چراغِ سحر"، "تلخابۂ شیریں" اور "سوز و ساز" اُن کے دیگر شعری مجموعے ہیں۔ انھوں نے "عمرو عیار" اور "چیونٹی نامہ" کے علاوہ چار جلدوں میں بچوں کے لیے گیت اور نظمیں بھی لکھی ہیں۔ "ہفت پیکر" میں اُن کے سات افسانے شامل ہیں۔ ان کی شاعری کی اہم خصوصیت غنائیت اور شگفتگی ہے۔ اُن کی نظموں کا ایک اور پہلو منظر نگاری ہے۔ اُن کے اُردو گیتوں میں ہندی بحور کا بے تکلّفانہ استعمال مٹھاس بھر دیتا ہے۔ اُن کی تشبیہات اچھوتی اور نادر ہوتی ہیں۔ برجستہ اور نثری ترتیب ان کے مصرعوں کی پہچان ہے۔ اُن کے کلام میں سادگی، دلکشی، موسیقیت اور تغزّل پایا جاتا ہے، اِسی بنا پر انھیں "ابوالاثر" کا خطاب دیا گیا۔

مشق

ا۔ الطاف حسین حالیؔ کے کلام سے متعلق اُستادِ محترم/ اُستانی صاحبہ کے بتائے ہوئے اشارات اور نکات کو غور سے سُنیں۔ ان نِکات اور اشارات کی روشنی میں درج ذیل کلام کی فہم کا تجزیہ کریں اور اپنی رائے دیں:

تمھاری عزتیں تھیں، اوج تھا، رتبہ تھا، شانیں تھیں تمھاری بات تھی، احکام تھے، کہنا تھا، آنیں تھیں
تمھارے ذکر میں سرگرم، دنیا کی زبانیں تھیں تمھی تم تھے، زمانے میں تمھاری داستانیں تھیں

غرورو ناز کم کرنا پڑا تھا ایک عالم کو
سرِ تسلیم خم کرناپڑا تھا ایک عالم کو

۲۔ حفیظ جالندھری کی شاملِ نصاب نظم ''انسانِ کامل کی برکات'' کے درج ذیل اشعار کو پڑھ کر حوالوں کے ساتھ تشریح کرتے ہوئے تنقید و تبصرہ کریں:

نہ حاصل تھی جو قوت بادشاہوں کج کلاہوں کو
محمد ﷺ نے وہ بخشی عام مومن کی نگاہوں کو

یہ خوش بختی صلائے عام تھی سارے زمانے کو
نویدِ عزت و اکرام تھی سارے زمانے کو

قدم زن ہو گیا انسان آزادی کی راہوں پر
فلاحِ دین و دُنیا چھاگئی سب کی نگاہوں پر

یہاں دہقاں خود تھا اپنی کشتِ زیست کا مالی
یہاں مزدور کو حاصل تھا دورِ عیش و خوش حالی

گری برقِ اُخوت ،خِرمَنِ بُغض و کدُورت پر
بحالی آگئی روندی ہوئی مٹی کی صورت پر

ملی پامال سبزے کواجازت لہلہانے کی
ہوئی آنسو بھری آنکھوں کو جرأت مسکرانے کی

۳۔ ''انسانِ کامل کی برکات'' ایک طویل نظم ہے جس میں مسلمانوں کے عروج زوال کی تاریخ بیان کی گئی ہے۔ حفیظ جالندھری سے قبل یہ کام الطاف حسین حالیؔ اپنے اسلوب سے یہ کارنامہ سرانجام دے چکے تھے۔ تمام طلبہ اس کلام کو اپنے حافظے سے دیگر مثالوں (الطاف حسین حالی کی مدو جزر اسلام سے) کے ساتھ ادا کریں۔

۴۔ '' شاہنامۂ اسلام'' چار ضخیم جلدوں پر مشتمل منظوم اسلامی تاریخ ہے جس میں شاعرِ اسلام حفیظ جالندھری نے اسلامی تاریخ کے اہم واقعات بالخصوص حربی واقعات کو منظوم کیا ہے۔ ''شاہنامۂ اسلام'' کے ساتھ ساتھ تمام طلبہ '' مدو جزرِ اسلام'' از الطاف حسین حالیؔ کا مطالعہ بھی کریں تو معلوم ہو گا کہ دونوں شعرائے کرام کا مقصد اور غرض وغایت ایک ہی تھی یعنی نبی کریم ﷺ کی بعثت مبارک سے دنیائے عالم کو جو خیر و برکات ملیں انھیں نظم کی صورت میں پیش کیا گیا۔ لیکن دونوں شاہ کار ادب پاروں کی ساخت الگ الگ ہے۔ الطاف حسین حالیؔ نے '' مدو جزرِ اسلام'' کو مسدس کی ساخت (ہیئت) میں لکھا جب کہ حفیظ جالندھری نے ''شاہ نامۂ اسلام'' کو مثنوی کی ہیئت میں لکھا ہے۔ طلبہ دونوں کی غرض وغایت اور ساخت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ان کا مناسب اور محتاط موازنہ اور تبصرہ (تنقید واستحسان) کریں۔

۵۔ نظم ''انسانِ کامل کی برکات'' کو پڑھ کر اس کے اہم نکات کا خلاصہ لکھیں۔

۶۔ نظم ''انسانِ کامل کی برکات'' کو پڑھ کر شاعر اور قاری کے نقطۂ کو سامنے رکھتے ہوئے مرکزی خیال تحریر کریں۔

۷۔ مختلف سامعین اور مقاصد کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ''اسلام ایک امن پسند مذہب'' کے موضوع پر اشعار اور حوالوں کے ساتھ کم از کم ۳۵۰ الفاظ پر مشتمل تقریر لکھ سکیں۔

درج ذیل میں سے غزل، مسدس، مخمس بیت کی شناخت (امتیاز) کریں:

پھولا شفق سے، چرخ پہ جب، لالہ زارِ صبح
گلزارِ شب، خزاں ہوا، آئی بہارِ صبح
کرنے لگا فلک، زرِ انجم، نثارِ صبح
سرگرم ذکرِ حق ہوئے، طاعت گزارِ صبح
تھا چرخِ اخضری پہ، یہ رنگ، آفتاب کا
کھلتا ہے جیسے، پھول چمن میں، گلاب کا

(میر انیس)

بازیچۂ اطفال ہے، دنیا مرے آگے
ہوتا ہے شب و روز، تماشا مرے آگے

اک کھیل ہے، اورنگ سلیماں مرے نزدیک
اک بات ہے، اعجاز مسیحا مرے آگے

جز نام نہیں، صورتِ عالم، مجھے منظور
جز وہم نہیں، ہستیِ اشیا مرے آگے

ہوتا ہے نہاں، گرد میں صحرا، مرے ہوتے
گھستا ہے، جبیں خاک پہ دریا، مرے آگے

مت پوچھ کہ، کیا حال ہے، میرا ترے پیچھے
تُو دیکھ کہ، کیا رنگ ہے، تیرا مرے آگے

ایماں مجھے روکے ہے، جو کھینچے ہے، مجھے کفر
کعبہ مرے پیچھے ہے، کلیسا مرے آگے

گو ہاتھ کو، جنبش نہیں، آنکھوں میں تو دم ہے
رہنے دو، ابھی ساغر و مینا، مرے آگے

ہم پیشہ و ہم مشرب و ہم راز ہے میرا
غالبؔ کو بُرا کیوں کہو، اچھا! مرے آگے
(مرزا غالبؔ)

دنیا میں، بادشاہ ہے سو ہے، وہ بھی آدمی
اور مفلس وگدا، ہے سو ہے، وہ بھی آدمی
زردار بے نوا ہے، سو ہے، وہ بھی آدمی
نعمت جو کھا رہا ہے، سو ہے، وہ بھی آدمی
ٹکڑے چبا رہا ہے، سو ہے، وہ بھی آدمی
(نظیر اکبر آبادی)